واقعات ۱۸۵۷ء متعلقہ مبارکپور

(از شیخ علی حسن صاحب مبارکپوری مرحوم)

شیخ علی حسن بن شیخ غلام مرتضیٰ بن شیخ وصی احمد مرحوم نے ۱۳۰۴ھ میں ایک کتاب بنام واقعات وحوادث مبارکپور لکھی تھی، جس میں یہاں کے نوابی دور کے اہم واقعات وحوادث سے لیکر ۱۳۰۴ھ تک کے حالات درج ہیں، اس کا ایک نادر ونایاب نسخہ حال ہی میں جناب مولانا الحاج وقار احمد صاحب صدیقی (گھوسی) کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا ہے، ہم اس سے ۱۸۵۷ء کے واقعات کو نقل کرتے ہیں، تاکہ جنگ آزادی کی تاریخ کے کچھ خاص واقعات بھی سامنے آجائیں، اس تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ۱۸۵۷ء میں برطانوی اقتدار کے مقابلہ میں اٹھے تھے ان میں ایک بڑی جماعت ذاتی مقاصد کے لئے کام کرنے لگی، اور شائد اس وجہ سے یہ تحریک ناکام ہوگئی، اس تحریر کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے ہم پیش کر رہے ہیں

(ادارہ)

تاریخ ۱۰ رماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۳ر جون ۱۸۵۷ء کو سپاہ سرکار نے بغاوت

کیا۔ اور بوقت گیارہ بجے رات کو بغاوت کرکے جیل خانہ توڑ ڈالا اور قیدیوں کو رہا کیا، بعد اس کے سرکاری دفتر خانہ اور عمارت سرکاری کو پھونکنا جلانا اور سرکاری خزانہ کو لوٹنا شروع کیا جب قیدیوں نے وہاں رہائی پائی تو اپنے اپنے مکان کی طرف جھنڈ کے جھنڈ چلے، ان کی بیڑیوں کی جھنکار اور آواز جس گاؤں اور موضع میں پہونچی تو پھر کیا کہنا تھا۔ ہر ایک زمیندار اور راجپوت گویا حکومت اختیار میں آگئی، تمام ملکوں میں غارت گری اور آتش زنی شروع کیا۔ اور جس زمیندار یا رعایا کو کمزور پایا اس سے بیرق (خراج) طلب کرنے لگے، اگر اوس نے دیا تو خیر ورنہ اسکو لوٹ کر تباہ وخراب کر ڈالا، ایسی بدعملی اور بدنظمی اور بے خوفی ہوگئی کہ اسی گاؤں اور محال اوس کے لوٹنے کی فکر میں ہوگئے، بیچارے مہاجنوں اور دولت مندوں کو علاوہ زر نقد جانے کے جان کا خطرہ ہوا۔ تاریخ اس واقعہ کی "غدر ہندی" ہے، جس سے ۱۲۷۳ھ حاصل ہوتے ہیں۔

پرگن سنگھ، جگ بندھن سنگھ اور رجب علی کی بغاوت اور سکٹھی والوں کی اس میں مدد:-

ضلع اعظم گڑھ میں جب چار پانچ مفسدوں نے دیکھا کہ ہر قصبہ میں بلکہ ہر گاؤں و شہر میں لوٹ مار ہو رہا ہے تو ان سبھوں کے بھی دماغ میں ایک شرارت اور مفسدہ کا جوش کرنے لگا۔ اور دو چار سو قوم رذیل مثل اہیر، چمار، بھر، لونیہ وغیرہ اپنی رعایا کو لیکر واسطے تاراجی اور غارتگری غریبوں کے مستعد ہوگئے، چنانچہ منجملہ ان کے ایک مسمی پرگن سنگھ ساکن ہیراپٹی متعلقہ اعظم گڑھ دوسرا جگ بندھن سنگھ ساکن موضع محبت پور اور تیسرا رجب علی، ساکن موضع بھور، یہ تینوں مفسد نافرجام اپنی اپنی رعایا کو لیکر گئے، موضع کو غارت کر ڈالا، اور کسی پر کچھ رحم نہ کیا۔

اور موضع سکٹھی کہ جو متصل قصبہ ہذا کے بجانب پچھم واقع ہے وہاں سے بھی بیس بیس زمینداروں کو جو رجب علی مذکور کے دوستوں اور عزیزوں میں تھے، ان کو بلوا کے اپنا شریک کر لیا

اور لوٹ میں جو کچھ مال اور اسباب اور غلہ ہاتھ آیا، اون کو برابر حصہ بانٹ کر دیا۔ جب سکٹھی والوں نے حصہ پایا تو اسوقت میں غنیمت جان کر اور لوگوں کو بھی اپنے گانو سے لے لیا۔ اور اپنا انجام کار کچھ نہ سوچا کہ آیندہ کیا ہوگا۔ اور رجب علی سرغنہ کو اور بھی تقویت بڑھنے لگی۔

رجب علی کا مبارک پور لوٹنے کا ارادہ اور یہاں کے سرداروں کے نام اطلاعی خط :-

اور اوس نے مبارکپور لوٹنے کا قصد کیا اور ایک خط بنام شیخ گدا حسین زمیندار قصبہ، و بنام بخش بہتر جو افسر و سردار قوم نوربافان مبارکپور تھے لکھا کہ

"مبارک پور میں ہم واسطے لوٹنے مہاجنان کے آئیں گے، تو تم لوگوں کو ہم اطلاعاً آگاہ کرتے ہیں کہ اپنی رعا[یا] اور برادری سے خبر کر دیں کہ کوئی طرفداری اور شراکت مہاجنوں کی نہ کرے، ورنہ ذلت اور تکلیف اٹھاوے گا، اور جان اوس کی مفت میں برباد ہوگی" جب خط پڑھا گیا اور مضمون سے آگہی ہوئی تو اوس وقت ہر شخص کے مزاج میں ایسی برہمی ہوئی کہ سب نے متفق اللفظ ہی کہا کہ اوس روتارے کو دس بیس گنوار لیکر یہ دماغ ہو گیا کہ مبارک پور میں آکر مہاجنوں کو لوٹیں، وہ کم بخت کیا چیز ہے اگر آج دس بیس ہزار آویں تو کیا مجال ہے کہ ہم لوگوں کے ہوتے ہوئے قصبہ سے ایک حبہ باہر لیجاویں۔

دو ہزار سے زائد باغیوں کا مبارکپور پر حملہ اور ناکام پسپائی :-

چنانچہ ایک روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دو ہزار سے زائد بڑھ آئے معہ حربہ و ہتھیار درست کئے ہوئے بقصد لوٹنے تحصیل محمد آباد کے اعظم گڈھ سے چلے، جب قریب مبارک پور کے پہونچے اور شیوالہ پر جو بطرف دکھن قصبہ کے واقع ہے ٹھہرے تو کسی مخبر نے آکر شیخ گدا حسین کو خبر دی کہ شیوالہ پر اجماع کثیر گنوار کا ہے تو شیخ صاحب نے ایک برہمن مسمی فقیر مصر کو بھیجکر دریافت کیا کہ تم لوگوں کا کیا منشا ہے، اون سبھوں نے کہا کہ ہم کو مبارکپور سے کچھ واسطہ نہیں ہے، ہم تھانہ اور تحصیل محمد آباد لوٹنے جاتے ہیں۔ تب شیخ گدا حسین نے یہاں کے بہت سے لوگوں کو ہمراہ لیکر

ان سپھوں سے جاکر کہا کہ تم سرکاری خزانہ لوٹنے جاتے ہو ہم نہ جانے دیں گے۔ تب ان سپھوں نے کہا کہ اگر اجازت دیجئے تو ہم سب اُلٹے پھر جاویں ہم کو مبارک پور کے لوگوں سے کسی طرح مقابلہ منظور نہیں ہے، کیونکہ ہم نے مبارک پور کے لوگوں کا حال سنا ہے کہ واقعہ "رکھئی سا ہی" میں ہمارے گانو بڑہر سے بہت سے لوگوں نے مقابلہ کیا تھا، وہ سب کے سب مارے گئے، ایک بھی سلامت نہ بچا الغرض وہ سب اپنے ارادہ سے باز آئے اور جانب بچھم اپنے مکان کی طرف چلے گئے۔

رجب علی کے خط کا جواب، اور حملہ کیلئے ناکام ترکیب :- المختصر شیخ گدا حسین نے حسب صلاح یہاں کے لوگوں کے رجب علی کے خط کے جواب میں یہ مضمون لکھ کر روانہ کیا کہ، عزیز من رجب علی بعافیت باشند، تم نے یہ حوصلہ کیا کہ ہم مبارک پور کے نہاں کو لوٹیں، کیا یہاں کے لوگ مر گئے ہیں جو تم نے یہ قصد کیا ہے، اگر پھر ایسا کلمہ زبان سے نکالوگے تو خود تم اپنے موضع سے ہوشیار رہنا۔ دیکھیں تو کس قدر مہارت جنگ کی تم لوگوں کو ہے۔ زیادہ والسلام فقط"۔ جب یہ خط پہونچا تو رجب علی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کہ مبارک پور کے لوگ یہاں آکر حملہ کریں لیکن اون کے ساتھیوں اور ہمراہیوں نے کہا کہ یہ سب ہے ہمارے ساتھ راجپوت اور مسلمان قوی ہیں، مبارک پور کے لوگ کیا مقابلہ کریں گے؟ کسی حیلہ سے مبارکپور چلنا چاہیئے، تب رجب علی نے بصلاح اون لوگوں یعنی اپنے ہمراہیوں کے پھر ایک آدمی کو بایں حیلہ روانہ کیا کہ میں نے نذر کیا ہے کہ جو میری حاجت برآوے تو پنجہ شریف کے روضہ میں چادر چڑھاؤنگا، اور مٹھائی اور مالیدہ نیاز کرونگا۔ اور ایک منت راجے صاحب کی بھی کیا ہے کہ بشرط برآنے حاجت کے چادر چڑھاؤنگا تواب دونوں منتوں کا ادا کرنا ضروریات سے ہے، اگر آپ لوگ کی اجازت ہو تو آویں۔ اور ہم کو کسی ہاجن خواہ کسی سے تعرض اور مزاحمت کرنا منظور نہیں ہے۔ تب یہاں کے لوگوں نے اتفاق کرکے یہ خط لکھوایا کہ کسی کو یہاں آنے کی ممانعت نہیں ہے، سو تم پانچ چار آدمی لیکر آؤ اور اپنی منت

پوری کر جاؤ اگر زیادہ آدمی اور حربہ ہتھیار کے ساتھ منت ادا کرنے آؤگے تو تم اپنے کو مثل شیرینی نیاز کے تصور کرنا، یہاں سترہ سو بندوق اور نو من بارود اور گولیاں تیار ہیں"۔

غرض کہ اوسی نے (وہ) یہاں کے لوگوں سے مقابلہ کرنے سے باز آیا۔ اور بعد تسلط کے سرکاری سپاہیوں نے اس کا کام تمام کیا۔ اور پرگن سنگھ و جگ بندھن سنگھ نے بھی بہت سے مقامات کو لوٹا مگر مبارک پور میں آنے کی ہمت نہ پڑی، اور جب تسلط ہوا تو ان لوگوں کی تلاش ہوئی مگر پتہ نہ چلا۔

فیض آباد کے باغیوں کا حملہ اور ناکام پسپائی

بعد رجب علی کے واقعہ کے دوسرے دشمنوں نے مبارکپور میں منہ دکھلایا یعنی مسمیان بشنداپال سنگھ، اور گنگا بخش، اور جے پال سنگھ، اور ہر پال سنگھ، ساکنان موضع مگہرا متعلقہ ضلع فیض آباد اپنی جماعت لئے ہوئے مبارک پور کے مہاجنوں کو لوٹنا چاہا اور اوپر پوکھرہ رکھشا سا ہو جو جانب پورب قصبہ کے ہے ٹھہرے، اور اس قدر آدمی اون کے ہمراہ تھے کہ میدان باوجود فراخی اور وسعت کے تنگ ہو گیا اور جس طرف نظر جاتی تھی سوائے تلوار اور بندوق کے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا، الغرض جو اوس میں سرغنہ و سردار تھا اوس نے گدا حسین زمیندار مبارک پور کو طلب کیا، اور بیرق (خراج زمین) طلب کیا۔ تب گدا حسین نے پوچھا کہ بیرق کیا چیز ہے؟ میں خود چاہتا ہوں کہ تم سے کچھ حقوق زمینداری وصول کر لوں، کیونکہ بزرگوار مالک پانچ قلعہ کے تھے اور تم لوگوں سے دستورات اور رسومات زمینداری لیا کرتے تھے، تم لوگوں نے ہم کو کمزور سمجھا ہے تو بہت اچھا مقابلہ کرو، جو زبردست ہو وہ بیرق لے۔ اس اقرار سے شیخ صاحب کی باتوں سے (اسکی) ہمت پست ہو گئی۔ اور بخوشامد کہنے لگا کہ میں نے دل لگی کیا تھا، میرا قصد تو فلاں جگہ جانے کا ہے۔ آپ کے قصبہ سے کچھ مزاحمت نہ کروں گا، آپ لوگ اپنے پہرہ چوکی سے ہوشیار رہیں۔

بارہ گیاں کے باغیوں کا حملہ اور ناکام پسپائی :-

الغرض یہ بلا کسی طرح دفع ہوئی تو اندر قصبہ کے یہ خبر ہوئی کہ بارہ گیاں (بارہ گاؤں) کے راجپوت موضع سونا بر کے مسمی مہم سنگھ کی ماتحتی میں مبارک پور کو لوٹنے آتے ہیں اور زمینداروں سے بیرق لینے آتے ہیں، جب وہ سب اپنی سب رعایا کو لیکر قریب حسین آباد کے باغ میں قیام کیا اوس وقت مبارک پور میں تہلکہ مچ گیا اور بعد سننے اس خبر وحشت اثر کے ہر محال متعلقہ مبارک پور کے جوان لوگ آمادہ جدال ہو کر اور سلاح آراستہ ہو کر مستعد تھے، کہ صلاح اور مشورہ گانو کے سرداران کی ہو مطابق اوسکے عمل کیا جائے، اتنے میں مقام قدم رسول میں جو متصل بازار گولہ کے ہے نقارہ بجا۔ یہ مجرد سننے آواز نقارہ کے ہر محلہ سے نکل کر لوگ وہاں جمع ہوئے تا آنکہ اس قدر اجتماع عوام کا ہوا کہ جو حد وشمار سے افزود تھا۔ اور دلاورانِ شجاعت کیش مثل فیل مست کے جھوم رہے تھے.

حاصل کلام چند اشخاص نے شیخ گدا حسین کو معہ چند آدمیوں کے واسطے استفسار حال کے بھیجا۔ اور کہا کہ اگر مقابلہ کریں تو ہم لوگ حاضر ہیں، اگر صلح کریں تو بھی حاضر ہیں....

لنحوائے مضمون ؎

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ ۔۔۔ وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

غرض گدا حسین گئے، اور اون کے پیچھے یہاں کی خلقت چلی، از حسین آباد تا مبارکپور بے شمار آدمی تمام قصبہ کے نکل پڑے، اور معلوم ہوتا تھا کہ آج قیامت آگئی، بہر زمیندار گدا حسین نے پہونچ کر اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کس ارادے سے اور کس منشا سے آئے ہو، تو مہم سنگھ سرغنہ اور سردار اوس جانب کا بولا، میں اپنا حق جو کہ نواب وزیر کے عہد دولت میں ملتا تھا نہی وصول کرنے آیا ہوں تب گدا حسین نے پوچھا کہ تمہارا کیا حق ہے؟ اور کس سے اپنے حق کے طلب گار ہو، تب اوس نے کہا کہ آپ کے آباء و اجداد ہمارے مورثوں کو جو دیتے تھے اوس کا نام بیرق ہے

تب شیخ صاحب نے کہا کہ بابو صاحب ان حقوق دینا لینا آپ کے روبرو تھا یا کہ آپ نے کسی سے سنا ہے، تب اوس نے کہا کہ دیکھا تو نہیں مگر بالتحقیق ملتا تھا اسی کے ہم طالب ہیں، تب شیخ صاحب نے کہا کہ جب آپ نے دیکھا نہیں صرف سنا ہے تو مصرعہ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" آپ نے سنا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میں نے کبھی نہ دیا، البتہ تم سے اپنا (اپنے) حقوق لینا چاہتا ہوں۔

بعد اسکے جب کہ مبارکپور کی خلقت کی طرف نظر کیا تو اوسکا ہوش جاتا رہا، اور بر فقیر مصری کی معرفت جو کہ مبارک پور کا ایک برہمن تھا صلح کا پیغام بھیجا، تو لوگوں نے کہا کہ اگر لڑائی منظور ہے تو "ہمیں میدان، ہمیں چوگان، ہمیں گوئے"، اور اگر صلح منظور ہے تو ہم لوگوں کو بھی قبول ہے، اور منظور، الغرض یکبارگی سب کے سب اوٹھے اور اتر رخ ہو کے اپنے مکان کو چلے گئے اور قصبہ اس صدمہ سے محفوظ رہا۔

بارہ گیاں کے اکیس[۲۱] باغی سردار :۔

تمام جانب داران بیم سنگہ افسر سرداران بارہ گیاں، (۱) لچھمن سنگہ ساکن سونا بر (۲) پراگ سنگہ ساکن انیٹھی (۳) پراگ سنگہ ساکن موضع بنڈھ، (۴) ربیشر سنگہ ساکن موضع سکندر پور (۵) بین سنگہ (۶) چتھر سنگہ (۷) وبچہ سنگہ (۸) وپرتاب سنگہ ساکنان موضع گوبجر یار (۹) بندھو سنگہ ساکن موضع ڈلیا (۱۰) ہردین سنگہ ساکنان موضع پاہی (۱۱) وبھجن سنگہ ساکن موضع فیروز آباد (۱۲) وبینی سنگہ (۱۳) و بشیشر سنگہ ساکنان اوجھولی (۱۴) قلندر سنگہ ساکن ڈبہہ (۱۵) درگا سنگہ ساکن موضع اترڈیہہ (۱۶) گوپی دوبے (۱۷) دہنو مان دوبے ساکنان موضع املو (۱۸) و شیخ فتح قلندر[۱] (۱۹) باقر علی زمینداران موضع مصطفٰے آباد (۲۰) حسین بخش (۲۱) و برکت علی ساکنان موضع سرائے مبارک[۲]۔

---

[۱] مولانا محمد شریف صاحب مصطفٰے آبادی مصنف الافادات القدسیہ کے مصنف کے دادا ہیں،
[۲] یہاں حاشیہ پر یہ ہے "تفصیل بارہ گیاں، سونا بر[۱]، انیٹھی[۲]، بنڈھ[۳]، سکندر پور، گوبجر یار، بڑاگا نوں، ہیبت پور جھولنا، مصطفٰے آباد[۹]، نوردی پور (نور الدین پور) برنا[۱۰]، الاریور،

یہ سب کے سب سردار تابع بیم سنگھ ساکن موضع سونا بر کے تھے، اور یہ سب کے سب مبارکپور کو لوٹنے آئے تھے، اپنی رعایا اور مددگاروں کو لیکر لیکن قصبہ کے لوگوں نے اپنی آبرو رکھی اور کوئی مقابل نہوا۔

سرکاری حکام اور سرداران قوم کی وجہ سے امن وامان :-

غرض کہ غدر واقع ۱۸۵۷ء میں کوئی شہر وقریہ ایسا نہیں تھا جہاں کچھ نہ کچھ فساد نہ ہوا ہو۔ بالکل ہندستان کشت وخون ہوا لیکن مبارکپور میں امن وامان رہا۔ بلکہ خیر خواہ سرکار بنا رہا، یہ خوبیٔ انتظام یہاں کے رؤساء وسرداران کی کی تھی، منجملہ جناب نواب سید محمد تقی صاحب تحصیلدار محمد آباد وشیخ امیر الدین صاحب تھانہ دار محمد آباد اور مرزا محمد آغا جمعدار چوکی مبارکپور نے بھی قصبہ مبارک پور پر نظر توجہ فرماکر بخوبی نگرانی کی جس سے امن وامان رہا۔

دوہری گھاٹ سے ایک انگریز حاکم کی آمد اور شہر اعظم کا بندوبست :-

غرض کہ بعد ہفتہ عشرہ کے ایک انگریز مسمی پینے صاحب مقام دوہری گھاٹ سے اعظم گڈھ میں آیا، اور آتے ہی لگان عدالت کو تلاش کیا، غرض کہ منجملہ ملازمان سرکاری علی بخش خاں ناظر، اور صفدر حسین خان سررشتہ دار اور منشی بخشش علی اور غلام حسین خاں یہ سب اور پانچ سات سوار اور دس بارہ تلنگے جو سکنائے شہر اعظم گڈھ تھے حاضر ہوئے پس پینے صاحب نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہمارے شریک ہو تو سرکاری انتظام کریں اور باغیان اور دشمنان سرکار انگریز کے سزا کریں۔ لوگوں نے عہد کیا کہ ہم لوگ آپ کے حکم کی تعمیل میں کچھ عذر نہ کریں گے، الغرض پینے صاحب نے واسطے انتظام سرکاری کے مبلغ پچاس روپے حامد خاں تحصیلدار پرگنہ نظام آباد سے بطور قرضہ کے طلب کیا، تحصیلدار نے بخیال اس کے کہ اس سے کیا شرفی ہے روپیہ نہ دیا کہ

اسی ناخوشی سے پینے صاحب نے پانچ سات روز کے بعد جب کچھ تسلط ہوا تو ان کو تحصیلداری سے معزول کردیا اور دوسرے کسی کو مقرر کیا اور بابو باتھک بخش چودھری بازار اعظم گڈھ کو جس نے صاحب موصوف روپیہ دیا تھا خزانچی خاص مقرر کیا اور باغیوں کو گرفتار کرنا شروع کیا اور اشتہار جاری کیا کہ فلاں فلاں باغیوں کو جو گرفتار کرکے حاضر کرے گا پانچ پانچ سو فی کس انعام پائے گا، اور... صاحب موصوف نے دو گارد تلنگوں کی بذریعہ درخواست بنارس سے منگائے۔

بوسی کے باغ میں جنگ اور اُہراکے باغیوں کی موت

اور جب کہ اسکی خبر ملہا بانس اور برہڈ پہونچی تو بہت سے گنوار اعظم گڈہ کی طرف چلے کہ پینی صاحب کو مار ڈالیں دوسری طرف سے سمیاں پرگن سنگھ اور جگ بندھن سنگھ اور رجب علی باغیان نے اپنے اپنے رعایا اور مددگاروں کو لیکر اعظم گڈھ واسطے مقابلہ کے صاحب موصوف سے چلے، شہر اعظم گڈھ میں تہلکہ مچ گیا اور باغیوں نے صاحب کو تلاش کیا اور سخت کلامی اور گالی دینا شروع کیا۔ صاحب نے مصلحت وقت سے صبر کیا اور موقع تلاش کرتے رہے، اور باغیوں نے شور و غوغا کرکے صورت اطمینان حاصل کیا اور بے فکر ہوگئے، کہ صاحب جیتے گئے اب مقابلہ نکریں گے اتنے میں مخبر نے یہ خبر پہونچائی کہ باغیان سرکار مسماۃ بیوی کے باغ میں بیٹھے ہیں، بمجرد سننے اس خبر کے پینے صاحب معہ دو گارد تلنگوں کے سواران دس بارہ موجود تھے لیکر بنگلہ سے نکل کر ایسی بندوقیں سر کیا کہ وہ گنوار کم بخت مثل ماہئی بے آب کے اوس ریگ گرم پر تڑپنے لگے، چنانچہ دو تین آدمی اس جنگ میں موضع اُہراکے مارے گئے، جب پینے صاحب بہادر نے اپنے سوار اور پیادہ لیکر بیوی کے باغ کا قصد کیا تھا تو اکثر باغی بازار کے اندر شہر اعظم گڈھ کے دوکانات مہاجنان کے لوٹنے گئے تھے وہ سب سنکر بھاگ گئے۔ غرضکہ جب بہت سے لوگ مارے گئے تو باغیوں نے فرار اختیار کیا، جس کا جس طرف منہ پڑا بھاگا۔ پھر کوئی باغی مقابلہ کرنیوالا نرہا۔

گولی لگنے سے دریا میں رجب علی کی موت:- اور رجب علی بھاگتا ہوا گھر آتا تھا کہ سرکاری سپاہ معقول نے اوس کا تعاقب کیا اور دریا میں رجب علی کود پڑا چاہتا تھا کہ دریا پار کر کے اپنے گھر بمھور موضع میں پہونچ جاؤں اور اپنے مددگاروں کو پکاروں پکارنہ لیکن عین دریا بندوق کی گولی اوس کو لگی اور کسی طرح سے دریا پار ہوا لیکن گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تب لوگوں نے مار کے اوس کا کام تمام کیا اور جگ بندھن اور پرگن سنگھ کا پتہ نہ لگا کہ کس طرف بھاگا۔

سکٹھی کی لوٹ اور آتش زنی:- جب کوئی باغی مقابلہ کرنیوالا نہ رہا تو پینے صاحب نے موضع سکٹھی کو بوجہ شراکت رجب علی کے لٹوایا اور پُھکوا دیا، اور حضرات سکٹھی باغیوں میں محسوب ہوئے، صرف چند آدمیوں نے سکٹھی کے رجب علی کی شرکت کی تھی، اور تمام بستی کے عزت داروں کو بے عزت اور بے حرمت کروایا، چنانچہ موضع سکٹھی کی لوٹ میں باشندگان مبارکپور علی الخصوص قوم نوربافوں نے منجانب سرکار ہو کے حسب الحکم پینے صاحب اور تحصیلدار محمد آباد سکٹھی کو خوب لوٹا۔ اور بہت سا مال اور اسباب اور گوڑ اور چینی اپنے اپنے گھر لائے اور خیر خواہ سرکار بنے رہے، (باقی باقی)

(۲) ——————

واقعات ۱۸۵۷ء

متعلقہ مبارکپور

از، شیخ علی حسن صاحب مبارکپوری مرحوم

قصہ کوتاہ پھر سرداران علاقہ جنھوں نے سرکار سے بغاوت کی ٹھنی ہر طرف سے پینیے صاحب کے مقابلہ کو آئے، تو اعظم گڈھ میں باغیوں کی بھیڑ پہونچی تب بیچارے دوکانداران پر ظلم اور لوٹ پاٹ ایسی ہوئی کہ سب دوکاندار اپنی دوکان بند کرکے دیہات کو بھاگ گئے، یہاں پینیے صاحب موصوف اون کے دفع کی فکر میں اطراف جیل خانہ کے مورچہ بنوانے لگے، جبکہ عرصہ ہفتہ عشرہ میں دمدمہ تیار ہوا تو سب تلنگے اور سواروں کو اوس مورچہ میں رکھکے چند نفر تیلنگہ مع ہتھیار کے واسطے سیر بازار کے روانہ کرکے فرمایا کہ اگر باغیان سرکار تم سے کچھ مزاحمت کریں تو تم اون سے مقابلہ نکرنا، بھاگ کے چلے آنا جب وے منحوس متصل دمدمہ کے آوینگے تو میں دیکھ لوں گا، الحاصل یہی کیفیت ظہور میں آئی، جب سپاہیان سرکار قریب کوتوالی کے پہونچے اور چند نفر باغیان جو بازار میں تفریحاً گھوم رہے تھے فی الحال جاکر اپنی فوج میں (خبر) پہونچائی کہ پینیے صاحب بازار میں مع تلنگوں کے آئے ہوئے ہیں جبکہ

اٹھو کر اون کو مار کر کے اپنا عمل دخل کریں۔ سرعت ایک ساعت کا بھی نہیں گذرا تھا کہ پانچ سات سو باغی بغرض مقابلہ پینے صاحب چلے، حالانکہ صاحب موصوف اُن کے ساتھ نہ تھے یہ سپاہی سرکاری صرف ایک فیر کر کے دشمن جانب طرف دیس کے بھاگے، نشایہ تھی کہ کسی طرح پلوار لوگ بمقابلہ مورچہ کے آویں،، الغرض بڑھ بڑھ کے اور پلوار نے پیچھا کیا اور دوڑاتے ہوئے جب قریب مورچہ کے پہونچے تو پینے صاحب مذکور اون کے روبرو دیکھ کے فوراً تلنگوں اور سپاہیوں سے اشارہ کیا کہ بندوق کو سر کرو پھر کیا تھا جس طرح سے تھوڑے پانی میں مچھلیاں تڑپتی ہیں پلوار لوگ اور ہمراہیاں دوسرے علاقوں کے منہ کے بل گر گر کے لوٹتے اور تڑپتے تھے اور ناظر علی بخش خاں نے باغیوں سے ایسا مقابلہ کیا کہ تنہا جس طرف شیرانہ حملہ کرتے تھے، وہ سب باغی طاغی مثل اوباہ کے بھاگ جاتے تھے، خاں صاحب مذکور نے صدہا پلوار اور بہیری کو تہ تیغ کیا، اس لڑائی میں تخمیناً سات آٹھ سو باغی مقتول ہوئے۔ بعدہٗ پینی صاحب نے چند تلنگوں کو ساتھ لئے مورچے میں آکے آواز توپ کی خالی سر کی، اوس آواز کے ہوتے ہوئے جو جو گروہ باغیوں سے رہ گیا تھا۔ سب کے سب بھاگ گئے،

پھر تو ایسا تسلط اور امن ہو گیا کہ کسی کے ساتھ ظلم اور بدعت نہ کیا۔ ہر ایک اعلی اور ادنیٰ اپنے کاروبار میں مصروف ہوا۔ اور پینے صاحب نے بذریعہ گدا حسین زمیندار مبارک پور اور میوا سنگھ نمبردار تھنی جوہر کے رسد غلہ وغیرہ فراہم کرنا شروع کیا۔ اور ایسا بندوبست کیا کہ تھنی جوہر تا مبارک پور کوئی پرندہ پر نہ ہلا سکا۔ قبل اس انتظام کے اکثر راستے میں گنوار غریبوں کی جنس کو زبردستی چھین لیتے تھے، اس روز سے ایسا رعب غالب ہوا کہ ایک لڑکا مبارک پور سے برابر چلا جاتا تھا اور غلہ خرید کر کے لے آتا تھا کوئی مزاحمت نہ کرتا۔

کنور سنگھ کی یلغار اور انگریزی فوج سے رسد کی بندش :— ادھر تو چند روز امن و امان رہا کہ ناگاہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ کنور سنگھ مع سولہ سترہ ہزار فوج کے

دہلی و لکھنؤ کو لوٹتا ہوا مقام اعظم گڈھ آتا ہے، یہ خبر سنکر کے تمام سکنائے شہر اعظم گڈھ کے حواس باختہ ہوئے اور جس کسی کے قرابت مند دوسرے قصبہ اور شہروں میں (تھے) گھر چھوڑ کر بھاگے اور وہیں جاکر مقیم ہوئے، بعد عرصہ ہفتہ عشرہ کے مخبر نے خبر پہونچائی کہ کلہ علی الصباح مقام اعظم گڈھ میں بابو کنور سنگہ داخل ہوگا تو شہر میں تہلکہ پڑ گیا کسی کے کھانا ہضم نہوا، یہی دعا جناب الہٰی میں کرنے لگے کہ ہر قسم کی بلیات تو بفضلہ کرم رفع ہوگئی، اب کنور سنگہ اس کر و فر سے آتا ہے ہم لوگوں کو دانہ کیونکر نصیب ہوگا۔ اور فوج سرکاری بہت قلیل ہے، حاصل کلام کنور سنگہ اعظم گڈھ میں داخل ہوا اور لشکر سرکاری کو بھی بڑا تردد پیدا ہوا، اور کنور سنگہ نے آنے کے ساتھ ہی یہ حکم نادرشاہی صادر فرمایا آمد جنس کی اور غلہ کی بند کردو تاکہ اندر قلعہ کے لشکر انگریز کا کھانے بغیر مرجائے، اون کو دانہ نصیب نہ ہو، غرض بیچارے سوار اور پیادے بھوک سے بتیاب تھے اور لڑنا تو بجز ہے؟ بعض بعض کو غش آجاتا، دو روز تک تو رسد کچھ نہ پہونچی مگر تیسرے روز نواب سید محمد تقی صاحب تحصیلدار محمد آباد گوہنہ نے اس قدر غلہ ہر قسم کے بھیجے کہ تمام لشکر و فوج کو ہفتہ عشرہ کے واسطے کافی ہوا، پھر تو جان میں قوت اور بدن میں طاقت خوب آگئی، اور مقام بلہا بانس کے تھانہ سے آغا محمد مرزا جمعدار اختیاری نے بصد جد و جہد سو من کے رسد اندر قلعہ کے پہونچایا، پھر بعد عرصہ ہفتہ کے تحصیلدار صاحب ممدوح نے بھیجنا شروع کیا۔

بوی کے باغ میں زبردست جنگ

:— الغرض جبکہ ہنی صاحب کو رسد کی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا تو اب کنور سنگہ سے لڑنے کی فکر میں ہوئے کہ دفعتاً شہر بنارس اور غازیپور سے لشکر سرکاری قریب دو ہزار کے معہ باجہ جنگی بجاتے ہوئے پہونچا، اس خبر کے سنتے ہی بابو کنور سنگہ کی فوج کے پاؤں نہ ٹھہر سکے وہاں سے فرار کا قصد کیا کہ ناگاہ فوج ظفر موج نے اون کے سد راہ ہوکر کے اعظم گڈھ کے اتر جانب متصل بُوئی کے باغ کے

مقابلہ کیا، پھر تو ایسی جنگ اور ہنگامہ عظیم ہوئی کہ گویا سکندر اور دارا کا مقابلہ نمودار تھا، توپوں کا سر ہونا، اور یکبارگی صدہا بندوقوں کی آواز کا ہونا لڑنے والوں کے کان بہرے کئے دیتا تھا، اس قدر باغی ہمراہیان کنور سنگھ کے مرنے لگے کہ حضرت ملک الموت کو بھی قبض روح میں تردد اور اضطراب ہوا کہ کس طرح روح بہ سختی نکالوں۔

مندوری میں جنگ:۔ الغرض جو گولی اور تلوار سے بچے وہ ایسے فرار ہوئے کہ پیچھے پھر کر دیکھنا محال تھا۔ وہاں سے بھاگتے بھاگتے مقام مندوری میں پہونچکر دم لینے کو ٹھہرے مگر پہونچنے اون کے لشکر سرکار نے پھر جا کر کے اون کو لیا، وہ نابکار مصیبت زدہ پانی بھی نہ پینے پائے تھے کہ پھر سواران سرکار نے تعاقب کر کے اُن کو پریشان اور حیران کیا، اور اس قدر مارا کہ کئی روز راہ بند ہوگئی، جب کنور سنگھ نے دیکھا کہ میں اون کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہاں سے پھر بھاگا، تب فوج انگریزی اس جگہ دم لینے کو ٹھہری اور فی الجملہ آب و دانہ کر کے پھر اُن باغیوں کا تعاقب کیا، کہاں نہ بھوک کے پیاسے اور یہ سیراب، بر تیسر طرہ یہ کہ لڑنا، جس طرح اور شہروں میں اون کم بختوں نے ظلم اور بدعت خلق اللہ پر ابتدا میں کیا تھا اوس کا ثمرہ شہر اعظم گڈھ میں سرکار سے پایا بموجب بیت ؎

نماند ستمگار بد روزگار ⁂ بماند برو لعنت پائدار

بگی ڈانڈ کی سخت جنگ اور باغیوں کی ناکامی:۔ القصہ افواج ظفر امواج وہاں مار کے اُن باغیوں سے موضع بگی ڈانڈ متعلقہ پرگنہ سگڑی میں مقابل ہوئی اور اون باغیوں کی سد راہ ہو کر کے اوس جگہ عین سڑک پر نوبت جنگ کی ہوئی، باوجودیکہ باغیوں کو کبھی دوسرا روز کھانا کھائے ہوا تھا مگر جان پر کھیل کر کے وہاں سے نہ ہٹے، برابر جم گئے۔ اور صف آراستہ کر کے مقابل کھڑے ہو گئے، پھر تو

اسی قدر جنگ و جدال کی آتش افروختہ ہوئی کہ کسی کو آسمان و زمین کی تمیز نہ تھی کہ ہم کہاں ہیں اور فوج سرکاری میں جو باجے جنگی بجتے تھے، تو ان کی آواز پر سپاہیان سرکاری مست ہو کر ایسی شعلہ آتش میں اپنے کو جھونک دیتے تھے، اور دس پانچ باغیوں کو قتل کر کے مظفر و منصور اپنے گروہ میں واپس آتے تھے،

المختصر وہاں سے بمقام جین پور بلکہ عظمت گڈھ تک فوج بابو کنور سنگھ بھاگتے بھاگتے آتش فنا میں سوخت اور نابود ہو گئی، چند باغی جو مارے جانے سے بچ گئے تھے وہ جہاں پناہ پایا رعایا کے گھروں میں خواہ چھان چھپر میں چھپ کر کے اپنی جان بچائی، اور افسر باغیان مسمی کنور سنگھ نے معہ چند ہمراہیوں کے راہ فرار اختیار کی اور اپنے مکان کو چلا گیا، اور بینی صاحب بہادر مقام بگھی ڈانڈ سے مجروح ہو کر کے اعظم گڈھ پہونچے،

یہ کیفیت باختصار تمام ایام غدر ضلع اعظم گڈھ کی مرقوم ہوئی۔ خداوند کریم و رحیم پھر ایسا سخت اور مصیبت کا دن نہ لاوے اور ہر آفات اور بلیات سے اپنے حفظ و امان میں محفوظ رکھے، آمین ثم آمین۔

ایک حادثہ متعلقہ مبارکپور ایام غدر کا

یہ حادثہ بہ سبب غلطی اور جہالت کے وقوع میں آیا، وہ یہ کہ ایک شخص مسمی منگرو جولاہ قوم واسطے ضرورت کے اور کسی کام کے اپنی زور آوری کے گھمنڈ میں بازار کٹرہ میں اپنے کسی عزیز کے مکان پر جاتا تھا، وہاں دو چار شخص اوس کے آنے کی خبر پا کر اوسکی ملاقات کو آئے، غرض گفتگو کرتے ہوئے وہاں پر نصف شب اوسکو گذر گئی، وہاں سے رخصت ہو کر مکان کو آ رہا تھا جب متصل قصبہ کے آیا تو واسطے چوکی پہرہ کے دس پندرہ جوان قصبہ کے گشت کر رہے تھے، اوسکو اوس کو چور سمجھکر گھیر لیا۔ ہر چند اوس نے کہا کہ میں منگرو ہوں، مگر اس ہیبت و دہشت اس کے

بھی شریک تھے، اون سبھوں کو اوس سے عداوت تھی، اوسکے کہنے کا مطلق خیال نہ کیا، لاٹھیاں اوس پر چھوڑنے لگے تب اوسنے کہا کہ اگر تم لوگوں کو مجھے مارنے کا دعویٰ ہے تو مجھکو بھی ایک لاٹھی دو، مگر کون سنتا ہے بہ سبب عداوت کے اتنا مارا کہ وہ بیکام ہو گیا اور پیچھے سے ایک شخص مسمی طاہر خلیفہ نے ایک تلوار ایسی اوسکی گردن پر لگائی کہ سب گردن اوسکی کٹ گئی، مگر شاباش اوسکی ہمت و حوصلہ کو کہ چھٹ پٹ اوسنے اپنی چادر گردن میں لپیٹ کر کے اپنے مکان تک چلا آیا، جب قریب اپنے دروازے کے پہونچا اور اسکے دروازہ پر ایک لال چوک مشہور ہے تو وہیں گر پڑا اور مر گیا۔ بجز اس خون کے اور کوئی خون ناحق ایام غدر میں قصبہ ہذا میں نہوا۔

یہاں کی رعایا اور زمیندار نے ایسا انتظام کیا کہ کوئی کسی پر ناحق ظلم کرنے نہ پایا۔ اگر ہینی صاحب زندہ رہتے تو ضرور خیر خواہی کا پروانہ گدا حسین زمیندار مبارکپور اور دیگر سرداران کو کو ملتا۔ مگر صاحب موصوف مقام بجگی ڈانڈ سے مجروح ہو کر کے اعظم گڈھ پہونچے اور اسی زخم سے قضا کر گئے، فقط،

ہند و پاک سے سالانہ چھ روپے — ممالک غیر سے دس روپے

البلاغ

بمبئی

ماہنامہ

تاریخ اشاعت ۱۲ ستمبر

ششماہی تین روپے — فی پرچہ ۶۰ پیسے

جلد ۱۸ | ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۸ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۶۸ء | شمارہ ۶

پرنٹر پبلشر محی الدین منیری نے یونیورسل لیتھو پریس نمبر ۲۳ نوروجی اسٹریٹ بمبئی ۲ میں چھپوا کر دفتر انجمن خدام النبی، صابو صدیق مسافر خانہ، کرناک روڈ بمبئی ۱ سے شائع کیا۔

ہند و پاک سے
سالانہ چھ روپے
ممالک غیر سے
دس روپے

البلاغ
بمبئی
ماہنامہ
تاریخ اشاعت ۱۲ر اکتوبر

ششماہی
تین روپے
فی پرچہ
۶۰ پیسے

جلد ۱۸ ماہ رجب ۱۳۸۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۸ء شمارہ ۷

پرنٹر و پبلشر۔ محی الدین منیری نے نیو نوبل لیتھو پریس ۱۳۱ نور وجی اسٹریٹ بمبئی میں
چھپوا کر، دفتر انجمن خدام النبی صابو صدیق مسافر خانہ بمبئی ۱ سے شائع کیا